رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت چو

ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے	صہ
خواص سے	عدہ
ہندوستان سے باہر	سکہ
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۱۲ سے

نمبر ۲۱ ۱۴ جون سنہ ۱۹۱۲ء جلد ۱۶

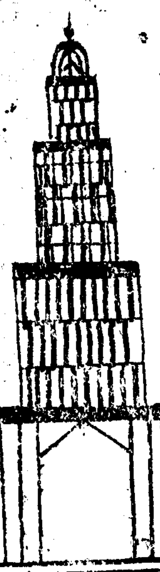

الحکم

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چوگوہم بانو گرامی چہار در قادیان ہیں

دوا ہمیں شفا ہمیں غرض دارالامان ہیں

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالی کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور ان ترجمہ و نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مد نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں

عاشق قرآن کریم حضرت مولنا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور ملفوظات و دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپنے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ آٹھ پارے طیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے لئے جاوینگے۔ مع محصولڈاک دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر شائع ہوا۔

صدر انجمن کی ماہوار رپورٹ پر سرسری نظر

صیغہ یتامیٰ حضرت خلیفۃ المسیح نے یتامیٰ کی امداد کے لئے جو تحریک کی تھی اس کا نتیجہ الحمد للہ تسلی بخش ثابت ہوا اور یہ مصرف عسہ کی مقروض نہیں ہے۔ سکرٹری صاحب توجہ دلاتے ہیں کہ چونکہ اس مد کا ماہوار خرچ **دوسو روپیہ** ماہوار ہے اس لئے اس مد کے اخراجات کے لئے مستقل چندے کا انتظام ہونا چاہئے۔ گذشتہ سال کی رپورٹ کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰۰ انجمنیں ایسی ہیں جن کے کھاتے صدر انجمن کے دفتر میں ہیں پس اگر ہر ایک انجمن قطع نظر اس کے کہ وہ چھوٹی ہے یا بڑی اپنے ماہوار چندوں میں **دو روپیہ** ماہوار کا اضافہ کریں تو ایک **معقول رقم** مستقل طور پر **یتامیٰ** کے اخراجات کے لئے وصول ہو سکتی ہے۔ بعض انجمنیں ایسی بھی ہونگی جو دو روپیہ ماہوار سے زیادہ بآسانی دے سکینگی اور بعض کے لئے شاید یہ رقم زیادہ ہو۔ بہرحال میری رائے میں سکرٹری صاحب **ایک سرکلر لیٹر** اس تجویز کے متعلق جملہ انجمنوں کے پاس بھیجکر دریافت کریں مجھے یقین ہے انشاء اللہ العزیز **یتیم خانہ** کے اخراجات اس طریق پر نکل آئینگے۔ صیغہ **یتامیٰ** کی رپورٹ کے ضمن میں ایک **امر** ایسا ہے جسکو کوئی **احمدی** مسرت کے ساتھ نہیں پڑھ سکیگا

جملہ معترضہ ایک قابل اعتراض شادی ایک غیر احمدی نے اپنے لڑکے کی شادی پر جو کسی احمدی کے گھر ہوئی ہے **یتامیٰ کی** امداد میں کچھ روپیہ دیا ہے۔ اور طلباء مدرسہ کی شیرینی کے لئے بھی کچھ دیا ہے۔ اس کے لئے میں اسے جزاہ اللہ احسن الجزا کہتا ہوں مگر سوال یہ ہے کہ غیر احمدی کا ایک احمدی کے گھر شادی کرنے کا یہ امر کہاں تک درست ہے؟ اور یہی امر ہے جو نہایت افسوسناک اور اخلاقی **کمزوری** کا مظہر ہے۔ اخبار نویس اپنے نازک منصب کے لحاظ سے مجبور ہے کہ وہ اس غلطی سے قوم کو آگاہ کرے جو کسی ایک فرد کی کمزوری سے پیدا ہونیوالی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہرگز یہ اجازت نہیں دی کہ **کوئی احمدی اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو دے**۔ اس مطلب کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک خاص اشتہار دیا اگرچہ وہ لوگ جو آئی اور عارضی اتحاد کی راہ میں ایسی تجویزوں کو مضر (نعوذ باللہ) قرار دیتے ہیں میرے اس دخل در معقول کو پسند نہ کریں مگر میں اخلاقی جرأت سے کام لیکر اس قسم کی شادیوں کے خلاف آواز اٹھانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ تاکہ آئندہ یہ **باطل** ہماری جماعت میں اپنا سر نہ نکالے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار کے بعض فقرے یہاں درج کرتا ہوں تاکہ وہ بھولی ہوئی بات ہمارے دوستوں کو معلوم ہو جاوے یہ نہایت ہی بری **نظیر** ہے جو **فیض اللہ چک** میں قائم کی گئی ہے۔

گذشتہ سفر میں جب ہم لکھنؤ پہنچے تو ایک غیر احمدی کی لڑکی کے ساتھ ایک احمدی کی شادی کا سوال لکھنؤ میں بڑے زوروں پر تھا۔ لڑکا اس غیر احمدی کے عزیزوں میں سے ہی تھا۔ مگر وہاں کے علماء نے جب یہ فتویٰ دیا کہ ایک احمدی سے نکاح درست نہیں ہے تو ان تمام تعلقات قرابت کو بالائے طاق رکھکر اس **غیر احمدی** نے جواب دیا ہے۔ اور غریب **احمدی** کو بہت سی تکلیف کے علاوہ مالی نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ کیا تمھارے اندر اتنی غیرت بھی نہیں؟ جتنی اس لکھنؤ کے غیر احمدی میں تھی۔ اس احمدی نے جو استقلال دکھایا وہ اور بھی قابل تعریف ہے۔ اس نے نکاح نہ کرنا منظور کیا مالی **نقصان** اور شماتت کو برداشت کیا مگر نہ گوارا کیا تو سلسلہ حقہ سے انکار جس کے لئے کہا جاتا تھا کہ تم مخفی طور پر کر دو۔ آہ! ہم ابھی سے اس قدر کمزوری کا اظہار کرنے لگے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اشتہار باہمی ناطہ رشتہ کے لئے دیا تھا اور اس میں جن حدود کی پابندی ہم پر لازم کی تھی اگر ان کو **ترک کر دینگے** (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو) تو یاد رکھو کہ احمدی جماعت سے تعلق نہیں رہ سکتا۔ غور کرو ان الفاظ پر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں لکھے ہیں :-

"چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور عنقریب بفضلہ تعالیٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے (الحمد للہ پہنچ گئی ہے ایڈیٹر) اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی **اتحاد** کے بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بداثر اور بدنتائج سے بچانے کے لئے لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں **ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہ ہوں**۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی **ضرورت** نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں **کافر** کہتے ہیں اور ہمارا نام دجال رکھتے ہیں یا خود تو نہیں مگر ایسے

صاحب آفیسر مدرسہ عالیہ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح کے استصواب سے ایسی تحریک کریں تو خدا کے فضل سے کیا بعید ہے کہ یہ تحریک بارور ہو - اور اگر ہر ایک انجمن اس مقصد کے لئے بالاوسط **دس روپیہ** ماہوار بھی دے تو ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار مستقل آمد مدرسہ احمدیہ کی صورت میں آسکتی ہے۔ مگر اسوقت یہ صرف تھیوری ہے عملیات میں اسی وقت آسکتی ہے کہ اسپر متواتر زور دیا جاوے - اور تحریک ہو۔

تعلیم الاسلام

مدرسہ تعلیم الاسلام کی مالی حالت الحمد للہ اچھی ہے - اور اب جبکہ فیس کا اضافہ ہوگیا ہے اور بھی بہتری کی اُمید ہے - اللھم زد فزد سرکاری امداد میں **طلباء** کی **تعداد** کو بھی بڑا دخل ہے احباب اگر اپنے بچوں کو یہاں بھیجیں تو **بیک کرشمہ دوکار** اس سے مدرسہ کی مالی حالت پر بھی اثر پڑتا ہے - اور قوم کی دینی اور تعلیمی حالت پر بھی میں نے ایک سالانہ جلسہ پہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اگر ہر **احمدی** جو اپنے بچے کو تعلیم دینے کی استطاعت رکھتا ہے یہاں بھیجدے اور مدرسہ میں طلباء کی خوب کثرت ہو تو یہ مدرسہ بدون کسی مزید چندہ کی خواہش کے اپنے خرچ سے چل سکتا ہے جسقدر طلباء کثرت سے ہونگے اُسیقدر مدرسہ کی آمدنی میں اضافہ ہو سکتا ہے - قوم اسپر توجہ کرے - رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک وہ کمی طلباء کی بھی پوری نہیں ہوئی جو امتحان سالانہ کے بعد ہوجایا کرتی ہے - چونکہ اس وقت سال کا شروع ہے اور بورڈنگ میں بھی گنجائش ہے احباب اپنے بچوں کو بھیجیں۔

(باقی آئندہ)

اعلان

بقایاداران مہربانی کرکے اپنے حساب صاف کریں ورنہ اخبار انکے نام بند کردیا جائیگا

(ایڈیٹر)

لیڈر یا امام

ایک عرصہ سے دیکھا جا رہا ہے کہ اخبارات اور پبلک لیکچروں میں اس مضمون پر طبع آزمائی ہو رہی ہے کہ ہمارا لیڈر کون ہے؟ - اس سوال کی تہ میں جہانتک میں نے غور کیا ہے صرف ایک ہی غرض ہے کہ بعض اُن لوگوں کو جو دنیوی وجاہت - اعزاز اور اثر میں ترقی کر گئے ہیں دوسرے لوگ جو ابھی تک اس مقام پر نہیں پہنچے - کسی ایک یا دوسرے پہلو سے گرائیں اور آپ آگے بڑھنے کی کوشش کریں - ورنہ اگر یہ مقصد اور غرض نہیں ہے تو اس **سوال** کو اس وقت چھیڑنے کی کچھ حاجت نہ تھی - اور جو لوگ مسلمانوں کی دنیوی معاملات میں رہنمائی کر رہے ہیں اپر حملہ نہ کیا جاتا - ان کے اخلاقی معائب بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی - بہرحال اب جبکہ یہ سوال پیدا ہوگیا ہے تو میں بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ اسپر اپنے خیالات کا اظہار کروں -

اس سے پہلے کہ یہ بتایا جاوے کہ ہمارا **لیڈر یا امام** کون ہے یا اس میں کیا صفات ہونی چاہئیں یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ آیا فی الواقعہ کسی **لیڈر یا امام** کی ضرورت ہے بھی یا نہیں؟ اس میں شک نہیں کہ انسان بالطبع **آزادی** اور **حریت** کو پسند کرتا ہے اور جوں جوں اس کے خیالات میں **نشوونما** اور اس کی **دماغی** اور ذہنی قابلیتوں میں ایک بلند پروازی پیدا ہوتی جاتی ہے اسیقدر وہ **آزادی** کی قدر کرتا اور اپنے آپ کو مختلف بندشوں سے نکالنے کی فکر کرتا ہے - مگر جہاں اس کی فطرت میں آزادی ہے وہاں خود اس کے جسم میں ہی بعض قوتیں ایسی ہیں کہ وہ دوسروں پر حکومت کرتی ہیں - اور پھر انسانی سوسائٹی میں آکر ایک آزاد سے آزاد قوم بھی خواہ کیسی ہی قوت کے ساتھ یہ اعلان کرے کہ شخصی حکومت کی ضرورت نہیں بلکہ جمہوریت ہونی چاہیئے تو بھی اسے بالآخر ایک ہی شخص کے فرمان کے نیچے آنا پڑیگا۔

جن لوگوں نے فرانس کی جمہوریت کی تاریخ پڑھی ہے اور اس کے انقلاب کے واقعات ان کے سامنے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ شاہی خاندان کو برباد کرنے والی قوم بجز اس کے نہ رہ سکی کہ اس **جمہوریت** میں بھی ایک پریسیڈنٹ کو منتخب کرے - اس **نظام ظاہری** سے فطرتی طور پر پتہ لگتا ہے کہ **فطرتی طور** پر ایک انسان کو ایک ہی شخص کے ماتحت آخر آنا پڑتا ہے - کیا کسی نے دیکھا ہے کہ کوئی **کمیٹی** کوئی **کونسل** کوئی **پارلیمنٹ** ایسی ہے جس میں **صدر مجلس** نہو - یہانتک کہ کوئی گھر اس بات سے خالی نہیں جس کے انتظام کے لیے سارے کنبہ کو ایک **ذی اقتدار شخص** کے ماتحت ہوکر چلنا نہ پڑے - اور وہ مختلف طبیعتیں - مختلف مذاق اور جذبات کے ممبران **خاندان** کو ایک **نظام** کے نیچے چلاتا ہے -

پس جبکہ یہ ایک **فطرتی** اور **طبعی امر** ہے تو ایسی صورت میں انسان اس سے الگ نہیں ہو سکتا دُنیا میں دو قسم کے نظام ہیں ایک **جسمانی** اور دوسرے روحانی اور ان دونوں سلسلوں کیلئے ایسے لوگوں کی حاجت ہوتی ہے جو قوم کو ایک مرکز پر جمع رکھیں - یہ **شخص** جو ان مختلف خیالات وجذبات کو ایک مرکز پر جمع کرکے قوم کو ایک **فرد واحد** کی شکل میں لاتا ہے اور اُس کو اپنے اشارے کے نیچے چلاتا ہے آجکل کی **ولایتی اصطلاح** میں **لیڈر** کہلاتا ہے اور ہماری **مذہبی** اور روحانی اصطلاح میں اس کا نام **امام** رکھا جاتا ہے اور قرآن مجید میں اس کو **خلیفہ** کے نام سے بھی نامزد کیا گیا ہے **نظام تمدن** کے شیرازہ کا **دھاگہ** یہی پاک وجود ہوتا ہے - **اسلام نے ضرورت امام**

لوگوں کے تابع ہیں۔ یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ جبتک پاکی اور سچائی کے لیے بھائی بھائی کو نہیں چھوڑیگا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں نہیں۔"

اس اشتہار پر غور کرو فماذا بعد الحق الا الضلال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار اور اعلان کے خلاف کرکے غیر احمدی کو لڑکی دینا ایک احمدی کی شان سے بعید ہے اور یہ نہایت بُری نظیر ہے جو قائم کی گئی ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ اسکو کوئی احمدی پسند کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ انتظام جماعت میں اتحاد اور سلسلہ کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے اور سچا خلاص پیدا کرنے کے واسطے رکھا تھا جسکو افسوس ہے اس طرح توڑا گیا ہے۔

پس دوسرے احمدی بھائی محتاط رہیں اور وہ اس غلطی کا ارتکاب کبھی نہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگیں کہ وہ اس ابتلا کے نیچے آویں۔ حضرت خلیفۃ المسیح جب نکاح کے خطبہ پڑھا کرتے ہیں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا ضرور تکرار کیا کرتے ہیں کہ اکثر لوگ شادی کرتے ہیں ان کے اغراض حسن وجمال یا اعلیٰ خاندان یا مال و دولت ہوتی ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ محض تقوی اور دین کے لئے شادی کرے۔ حقیقت میں تقویٰ اللہ بجائے خود ایک ایسا وصف ہے کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا وصف مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک دولتمند ممکن ہے شادی کے بعد مفلس ہو جاوے۔ اور ایسا ہی دوسرے امور جو ملحوظ تھے وہ کسی ایک دوسری

رہے قائم نہ رہیں مگر تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ

اگر یہ جڑ رہے سب کچھ رہا ہے

بہرحال ہماری قوم کو حضرت امامؑ کی بتائی ہوئی حدبندیوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ شیطان کسی ایک یا دوسرے راستہ سے انکو بہکائے۔ میرا کام ایک بھولی ہوئی بات کو یاد دلانا ہے۔ اور بس

زکوٰۃ مد زکوٰۃ کے آمد و خرچ میں اپریل سنہ ۱۹۱۲ء میں ترقی ہوئی للہ الحمد۔ اس صیغہ میں آئندہ اخراجات میں سکرٹری صاحب کمی کی امید دلاتے ہیں۔ میری آرزو یہ ہے کہ اس مد کی بھی آمدنی بڑھے اور اخراجات بھی۔ ہاں خدا کے فضل سے اس وقت کے بھی ہم امیدوار ہیں کہ زکوٰۃ کا بہت سا روپیہ جمع ہو اور اس کا لینے والا کوئی نہ ملے مد زکوٰۃ سے بہت کام اس وقت نکل رہے ہیں۔ یہی تو قومی فنڈ ہے۔ اگر اس مد کی آمدنی زیادہ ہو تو مسلمون کے لئے بہت کچھ ہو سکتا ہے زکوٰۃ اور صدقات خصوصیت سے امام کے ہاتھ میں جانے چاہئیں۔ احادیث سے یہی ثابت ہے۔ اور قرآن کریم بھی اسی پر اشارہ کرتا ہے۔ جو لوگ بطور خود زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں ان کا فرض یہی ہے کہ وہ یہاں بھیجیں اور اس بات کو کبھی نہ بھولیں۔

مساکین اس فنڈ میں ماہ گذشتہ میں آمدنی کم ہوئی ہے مدرسہ احمدیہ۔ **تعلیم الاسلام** اور **شاخ صنعتی** میں اسی وجہ سے وظائف کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ افسوسناک امر ہے۔ قومی توجہ بکار ہے۔

اشاعت اسلام اشاعت اسلام کی آمدنی ماہ گذشتہ میں کمی اور خرچ میں بیشی ہوئی ہے۔ جس میں پانچسو روپیہ پنجگز آف اسلام کی ایک

ہزار کاپی کی جلد بندی کا ہے۔ یہ رقم ایک پہلو سے تجارتی رنگ رکھتی ہے۔ انگریزی اور اردو میگزین کی اشاعت میں ترقی ہو رہی ہے۔ مگر **تفسیر میں کمی** ہے۔ اور اس کی وجہ اس کی بروقت اشاعت کا نہ ہونا ہے۔ خواہ اس کے اسباب کچھ بھی ہوں مگر **احمدی قوم قرآن کریم** سے محبت رکھنے والی **قوم** کے لئے یہ عار ہے۔ کہ وہ **تفسیر قرآن** کی خریداری سے بیدل ہو رہی ہے۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب تفسیر کے لئے جو محنت کر رہے ہیں اس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ سفر میں جہاں انھیں چند منٹ بھی ملتے وہ اس کام میں لگ جاتے۔ اگر تفسیر اسطرح شائع نہیں ہو سکتی۔ تو بہتر ہے کہ جس طرح ایڈیٹر الحکم پارہ پارہ شائع کر رہا ہے تفسیر سروری بھی پارہ پارہ شائع ہو بہرحال اس کی اشاعت ضروری چیز ہے اور قوم کو اس کی قدر کرنی چاہئے خود قرآن مجید نجماً نجماً نازل ہوا۔ اور ۲۳ برس کے زمانہ تک اترتا رہا۔ تفسیر کے لئے اس قدر اضطراب اور بیدلی کیوں ہو۔

مدرسہ احمدیہ مدرسہ احمدیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی روح اور جان ہے۔ اس کے لئے جسقدر توجہ ہو تھوڑی ہے۔ مدرسہ کی مالی حالت ابھی تک کمزور ہے جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر اس **یادگار احمد** کے لئے معقول وعدے کئے تھے وہ اس توجہ فرماویں۔ اور مدرسہ کو زیادہ زیر باری سے نجات دلانے کا ایک یہ بھی طریق ہے۔ کہ ایسے لوگ اپنے بچوں کو بھیجیں جو اس کے اخراجات خود ادا کریں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری انجمنیں جن کی تعداد سال گذشتہ کی رپورٹ کے موافق ۱۴۷ ہے کم از کم ایک ایک دو دو لڑکوں کے کل اخراجات اپنے ذمہ لیں۔ ان اخراجات میں ان کے تعلیمی اخراجات بھی شامل کر لئے جاویں۔ خود جناب صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد

پہنچتی ہے وہیں سننے والوں کو زمین پر بٹھا دیتی ہے۔ ایک جھگڑا ہوتا ہے مخالف قوتیں پورے جوش اور ہیجان میں ہیں گروہ کہتا ہے الا انا اعلمتکم انا انکم اند اس ہے نار حرب پر فوراً پانی پڑجاتا۔ یہ تھی وہ قوت اور طاقت جو ایک لیڈر کے اندر ہونی چاہیئے۔ اور یہ ہو نہیں سکتی۔ جب تک اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے بھیجا ہوا نہ ہو۔ اس غرض کے لئے اس زمانہ میں جس کو مبعوث کیا ہے اور وہ حضرت مرزا **غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام** کا پاک وجود ہے۔ وہ اپنا کام کر کے دُنیا سے مرفوع ہو چکا ہے۔ مگر چونکہ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے وحدۃ کو قائم اور زندہ رکھنے کے لئے قائم کیا ہے اس لئے اس نے خود اپنے فضل سے نہ کسی انسانی طاقت اور انتخاب رائے سے ایک شخص کو اسکو **قائم مقام** کھڑا کر دیا۔ اسی طریق پر جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کھڑا کر دیا تھا۔ اس میں یہ قوت پائی جاتی ہے کہ وہ مختلف خیالات کے لوگوں کو ایک مرکز پر قائم رکھتے۔ چنانچہ اس کا نمونہ موجود ہے یہ کہنا کہ ہم لوگوں میں اختلاف رائے نہیں ہوتا ایک قسم کا فضول تکلف اور نمائش ہے۔ اور اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ ہم فطرتی جذبات کو گویا مٹا دیتے ہیں۔ اختلاف ہوتا ہے مگر وہ اختلاف ایسا نہیں کہ مٹ نہ سکے۔ جب امام کا حکم اس اختلاف کے متعلق صادر ہوتا ہے ہر دو فریق اپنی اپنی جگہ امن سے بیٹھ جاتے ہیں۔

اس سے پایا جاتا ہے کہ یہ سلسلہ **ربانی سلسلہ** ہے اور اللہ تعالیٰ خود اس کا حافظ و ناصر ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں میں جب اختلاف ہوتا ہے تو پھر وہ ایسے گندے اور ناپاک نتائج پر جا کر ختم ہوتا ہے کہ اس کے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔ پس مسلمانوں کو ایک امام کی ضرورت ہے اور وہ بغیر اس کے **ایک مرکز وحدۃ** پر جمع نہیں ہو سکتے۔ اور وہ امام دینی امام ہو سکتا ہے کیونکہ دینوی معاملات میں اختلاف رائے کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ابھی پچھلے دنوں تعلیم جبریہ کے متعلق مسلمانوں میں **جدوجہد** تھی۔ وہ لوگ جو زیادہ دور اندیش اور مدبر تھے وہ تعلیم جبری کے قانون کو قوم کے لئے مضر بتاتے تھے بالمقابل ایک اور گروہ پیدا ہوا کہ جس نے جبریہ تعلیم کے مخالفوں کو ایسے آڑے ہاتھوں لیا کہ ان کو دامن چھوڑانا مشکل ہو گیا لیکن اگر یہ دونوں ایک امام کے ماتحت ہوتے۔ اور اس کے سامنے یہ اختلاف آتا تو وہ جس فریق کے خیالات کو صحیح سمجھتا اس کے حق میں فیصلہ دیتا۔ اور دوسرا فریق وہیں خاموش ہو جاتا۔ مگر اب ان لیڈران قوم کی پارٹیاں اپنے اپنے خیال کی تائید میں ہر قسم کی کوشش کر رہی ہیں اس سے غرض **قومی مفاد** اور **اخلاص** قطعاً نہیں بلکہ **پاسداری سخن** ہے۔ ایسی حالت میں کیا یہ توقع ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کو اس قسم کے لیڈروں سے کوئی فائدہ پہنچے۔ ہاں یہ ضروری امر ہے کہ جب مسلمان ایک امام کے ساتھ تعلق رکھیں اور اس کے فیصلوں کو **ناطق** قرار دیں تو ایک **مجلس شوریٰ** بھی ضروری ہے۔ جس میں قوم کے **اہل الرائے** اور **تجربہ کار** لوگ مل کر معاملات پیش آمدہ پر غور کریں اور ان معاملات میں اس رائے کو تفوق ہو جو قرآن کریم کے ارشاد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے ماتحت ہو۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کیا جاوے جب تک یہ نہیں ہوگا **فلاح** کی اُمید کم ہے۔ اور اب یہ حالت ہے کہ قومی مجلسوں کو جو اتحاد کے لئے بنائی گئی ہیں اور قوم کی صحیح اور اصلی رائے کے موازنہ کا پیمانہ سمجھی گئی ہیں۔ اتحاد کے **خلاف** استعمال کیا جاتا ہے۔ اور وہ بجائے **مجالس شوریٰ** کے دھڑہ بندی کے اڈے اور **جتھے** ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ **امام** کے ساتھ تعلق نہیں ✦

ریمارک

چودھویں صدی راولپنڈی

راولپنڈی کے مشہور اور قابل قدر پرچہ چودھویں صدی کا مکرر اجرا اسلامی پریس میں ایک مفید اضافہ ہے۔ **قاضی سراج الدین صاحب** ایک تجربہ کار اور مشہور اخبار نویس ہیں۔ اس وقت جبکہ بعض اسلامی جراید مسلمانوں کو پولیٹیکل معاملات میں غلط راستہ پر لیجا رہے تھے چودھویں صدی کا اجرا عین ضرورت کے موافق ہوا ہے چودھویں صدی نے برٹش گورنمنٹ کے متعلق مسلمانوں کو جس پولیٹیکل عقیدہ کی طرف رہنمائی کی ہے وہ قابل قدر ہے مجھکو چودھویں صدی کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اس کے ایڈیٹر کا نام اخبار کی **عمدگی** کی بہترین ضمانت ہے۔ چودھویں صدی ہمیشہ عمدہ کاغذ پر خوشخط شائع ہوا کرتا ہے اور اس مرتبہ بھی وہی پہلی شان اس میں موجود ہے۔ البتہ قیمت میں بہت کمی کر دی ہے یعنی صرف ۳ روپے سالانہ۔ خدا کرے کہ چودھویں صدی کا یہ اجرا مستقل ہو۔ آمین

لغات جدیدہ

ان چار ہزار الفاظ کی تشریح و تحقیق پر جو آجکل کی عربی زبان میں مستعمل ہوتے ہیں یہ لغات مولوی سید سلیمان صاحب ماڈرن عربک پروفیسر دار العلوم ندوۃ نے تیار کی ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس کے متعلق اُنھوں نے بڑی محنت اور توجہ سے کام لیا کہ مولوی سید سلیمان صاحب کی یہ خدمت عربی زبان کی بیش قدر خدمت ہے۔ آجکل کے عربی جراید اور رسالجات اور جدید تالیفات کے مطالعہ میں یہ اکیلی کتاب ہے جو مدد دے سکتی ہے۔ یہ کتاب ہر ایسے شخص کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے جو **عربی زبان** سے کچھ بھی محبت رکھتا ہے۔ افسوس ہے کتاب پر کوئی قیمت نہیں لکھی ہوئی ہے میری رائے میں جس قیمت پر بھی یہ کتاب بیجا دی سستی ہے۔ میں مولوی سلیمان صاحب کو اس تالیف پر مبارکباد دیتا ہوں

دروس الادب

مولوی سید سلیمان صاحب نے ایک اور قابل قدر کام کیا ہے۔ اُنھوں نے عربی زبان کے نصاب کے لئے دروس الادب کے سلسلہ میں دو حصے شائع کئے ہیں جو ابتدائی عربی تعلیم کے لئے نہایت مفید [illegible] رسالہ اسلامی مدارس میں اگر ادب کے ابتدائی نصاب میں داخل کئے جاویں تو نہایت عمدہ ہیں اس قسم کے رسالجات کی قدر کرنا گویا عربی زبان کی اشاعت و ترویج کے علاوہ ایسے مصنفین کی حوصلہ افزائی ہے۔ ان رسالوں کی قیمت بھی درج نہیں غالباً چند آنے ہوگی میں سفارش کرتا ہوں کہ ہمارے دوست ان رسائل کو خریدیں

کو ایسا واضح کیا ہے کہ ہر **نماز** میں ایک **امام** کا ہونا ضروری قرار دیا۔ اور ہر تین آدمیوں پر جو سفر کریں کم از کم ایک **امیر** کا ہونا لازمی رکھا۔ مگر امتداد زمانہ سے جہاں مسلمانوں کی دوسری خوبیاں اور کمالات جاتے رہے یہ رنگ بھی نہ رہا۔ اور کوئی وجود ایسا نہ رہا جو بڑھنے والے اختلافات کو مٹا دے اور قوم کے **جذبات** کو ایک مرکز پر رکھے۔ میری غرض اس مضمون میں **امام** یا **لیڈر** سے وہ شخص مراد نہیں ہوگا جو صرف نماز میں آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھا دیتا ہے۔ اور نہ **امام** سے مراد وہ شخص ہے جو کسی خاص **فن** یا علم میں اعلیٰ درجہ کی **اجتہادی** قابلیت رکھتا ہو۔ بلکہ میری غرض اس جگہ اس امام سے ہے جو قوم کے **شیرازہ** کو قائم رکھ سکے۔ یا کم از کم قوم کو ایک نیک مقصد کی طرف رہنمائی کر سکے اس مضمون کے مختلف حصے اور شعبے ہو سکتے ہیں۔ مگر مجھے زیادہ تفصیل میں جانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کی اپنی حکومت تھی اور اس وقت **حکومت** مذہبی حکومت تھی یعنی وہی لوگ حکمراں تھے جو **دینی امور** میں بھی قوم کے **لیڈر** یا رہنما اور **امام** تھے یہ وہ زمانہ ہے جسکو **خلافت راشدہ** کا زمانہ کہتے ہیں۔ اور **عصر سعادت** بھی اس کا نام رکھا گیا ہے۔ تمام فیصلے شریعت کے حکم کے نیچے ہوتے تھے حکومت شریعت کے تابع تھی اور باوجود اس کے **حریت** اور **آزادی** کا یہ عالم تھا کہ ایک بڑھیا عورت بھی **خلیفہ** یا **امام** کے سامنے جرأت کے ساتھ اپنے مطالبات پیش کر سکتی۔ اور اپنے **شرعی** استدلال بطور حجت بیان کرتی۔ اور وہ **خلیفہ** یا **امام** پورے صبر و سکون کے ساتھ اور بڑے حوصلہ اور شرح صدر سے اس کے مطالبات کو سنتا اور اگر اپنی غلطی پاتا تو بلا کسی قسم کی ندامت یا خفت کے ادنیٰ احساس یا خیال کے اسے تسلیم کر لیتا۔ یہ عہد سعادت تمام خوبیوں کا جامع تھا پھر جس جس قدر یہ زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتا گیا اسیقدر **حکومت** اور **شریعت** کی دو جدا جدا شاخیں ہوتی چلی گئیں۔ یہانتک کہ **خلافت** کا مفہوم صرف ایک **سلطان** یا **حکمران** تک محدود ہو گیا وہ اپنی قہری حکومت سے تمام قوم کو ایک مرکز پر جمع رکھتا اور وحدت **ارادی** کی دوسری صورت تبدیل ہو گئی۔ تاہم **وحدت** کی روح رہی۔ اس حالت میں بھی شریعت کے احکام کو عزت دیجاتی مگر پھر اس حالت میں بھی تغیر ہونا شروع ہوا اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں نہ وہ قہری **وحدۃ** رہی اور نہ **ارادی وحدۃ** وہ ایک منتشر جماعت کی شکل میں رہے اور **وحدۃ** کی مختلف صورتیں ان میں قائم ہوئیں۔

کوئی دینی سلسلہ قائم ہوا کچھ لوگ اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ کوئی طوائف الملوکی کے سلسلہ میں نکل گئے۔ غرض وہ **فطرتی** اور **طبعی** جذبہ ضرورۃ امام کا کسی نہ کسی رنگ میں چلا آیا۔ پھر اس سے بھی آگے نکل کر مسلمان اپنی حکومتوں کو کھو کر دوسروں کے رعایا بنے اور دوسری قوموں کے ساتھ مل کر انھیں رہنا پڑا۔ اور اپنی ضروریات میں وہ ہمسایہ قوموں سے مقابلہ کرنے لگے۔ نتائج ہوئے۔ یہ وہ حالت ہے جس میں ہم اب ہیں۔

اب مسلمانوں کے اندر وہ **طبعی جذبہ** تو ہے کہ بجز ایک لیڈر یا رہنما یا **امام** کے ہمارا کام نہیں چل سکتا مگر وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہمارا **لیڈر** وہ شخص ہے جسکو ہم منتخب کریں۔ یا ہماری فلاں اغراض کو پورا کرنیوالا ہو۔ مختلف **مذاق** مختلف اغراض کے لوگوں کا ایک نقطہ پر جمع ہونا یا **ایک وجود** کو اپنا **امام** بنا لینا آسان امر نہیں ایسا **امام** اگر اپنے منتخب کرنے والوں کے منشاء کے ماتحت کام نہ کرے تو اسپر ہر طرف سے ملامت کی بوچھاڑ ہوتی ہے اور ایک میونسپلٹی کے ممبر کی طرح اپنے انتخاب کے موقع پر اسکو ہر کس و ناکس کی خوشامد اور دلجوئی کرنی پڑتی ہے۔ اگر ایسے لیڈروں سے جو ہم نے آپ بنائے ہیں کام چل سکتا ہے تو پھر یاد رکھو کہ یہ قوم اگر آج نہیں تو کل ضرور ڈوبیگی اسی طریق نے آج **امام** یا **لیڈر** کے لفظ پر ایک جنگ و جدل برپا کر رکھا ہے۔ لاہور کے اسلامی پرچوں کی جنگ و جدل کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا کہ ہندو قوم کے **لیڈر** گر اخباروں نے ہندو کانفرنس کی صدارت کے متعلق بڑے بڑے قابل اور شریف بزرگان قوم کی پگڑیاں اُتار کر رکھدیں۔ اور جو لوگ چند روز پیشتر مسلمان لیڈروں کا تماشہ دیکھ رہے تھے وہ خود اسی میدان میں تماشا بن کر اُتر آئے۔

جبکہ لیڈروں کی حالت ایسی ہو تو قابل غور امر یہ ہے کہ ہمارا **لیڈر پھر کون ہو**۔ کیا کوئی ایسا شخص جو قومی اور شخصی انتخاب کا نتیجہ ہو یا وہ جسکو اللہ تعالیٰ اس کام کے لئے خود مبعوث کرے؟ قومی اور شخصی انتخاب کا نتیجہ کبھی سود مند نہیں ہوا یہ وہی انتخاب ہے جو دستوری حکومتیں کرتی ہیں ان کے نتائج کیا نکل رہے ہیں۔ تاریخ کے خونی ورق اس کے گواہ ہیں اس لئے مجھے اسپر زیادہ بحث کی حاجت نہیں ہے۔

قرآن مجید نے **نظام اتحاد** کے لئے یہی قرار دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کسی پاک وجود میں وہ قوت بناتا ہے جو مختلف خیالات اور مختلف طبقات کے لوگوں بدون کسی قہری طاقت کے ایک مرکز پر جمع کر سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کیا قوت تھی جس نے عرب جیسی جنگجو اور اکھڑ قوم میں وہ **اتحاد** پیدا کیا جس کی نظیر دُنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ ایک مسجد میں کھڑا ہوا حکم دیتا ہے کہ بیٹھ جاؤ اس کے اس حکم میں کیا قوت اور تاثیر ہے کہ جہاں جہاں یہ آواز

مختلف مضامین ہونگے۔ وباللہ التوفیق۔ یہ گو لائف کا ایک جزو ہو سکتا ہے۔ مگر در اصل یہ اس تاریخ کا ایک جزو ہوگا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ ہے اب میں کسی لمبی تمہید کے بغیر خاکسار کا اعلان اور صاحبزادہ کی رائے کتاب عسل مصفی پر شائع کر دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

حضرت امیر المومنین سیدنا مولوی نورالدین رضؓ کی سوانح عمری

چونکہ ایک خاص ضرورت نے مجھکو اس اعلان کی تحریک کی ہے۔ لہذا بلا کسی تمہید کے مختصر اور صاف صاف لفظوں میں برادران ملت کی خدمت میں التماس ہے کہ جنوری سنہ حال سے میں اس کوشش میں لگا کہ حضور امیر علیہ السلام کی سوانحعمری کسیطرح جلد شائع ہو۔ یہ خیال میرے دل میں پوری طاقت کے ساتھ اس وجہ سے پیدا ہوا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے موجودہ امام کی لائف نہ صرف ہم لوگوں کے لئے ہی اکسیر ہدایت اور کیمیائے سعادت سے بڑھکر ہے بلکہ دوسروں کے لئے تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ میں نے اول پندرہ روزے رکھے اور روزانہ دعا کرتا رہا۔ اس کے بعد میں نے اپنی چھ سالکی درس کی کاپیاں اور نوٹ بکیں نکال کر مطالعہ کیں تو اُن میں حضورؓ کی لائف کے متعلق بڑی کثرت سے جواہرات کے خزائن موجود پائے وجو احباب میری قادیانی زندگی سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مجھکو ابتدا ہی سے حضورؓ کی ایک ایک بات کے محفوظ کر لینے کا کسقدر شوق ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کی خاص تعلیمات اور مذہب و اعتقاد تو اقوال و تجارب علمی نکات اور لطائف علیحدہ نکالے پھر آپ کی مصنفہ کتابوں۔ خطبوں۔ اور مفصل لیکچروں سے جو طبع ہو چکے ہیں آپ کے اقوال علیحدہ جمع کئے یہیں تک کام ہونے پایا تھا کہ مخدومی مفتی فضل الرحمن صاحب نے مجھکو وہ اصل مسودہ دیا جو کہ حکیم فیروزالدین صاحب لاہوری کی فرمائش سے حضور نے اپنی طبی سوانح عمری کے متعلق خود لکھوایا تھا اور شاید سنہ ۱۹۰۶ء کے الحکم میں بھی شائع ہوا ہے میں نے اس مسودہ کو بھی اپنی کتاب میں شامل کرنے کا قصد کیا۔ لیکن معاً میرے دل میں خیال آیا کہ اگر حضورؓ اسی طرح اپنی ساری سوانح عمری خود ہی لکھوا دیں تو اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن حضور کے اشغال کی کثرت ایک طرف ڈراتی تھی۔ دوسری طرف یہ خیال اور بھی مایوس کرنے والا تھا کہ بہت سے لوگوں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی ہے اور بعض نے کوششیں بھی کی ہیں کہ حضور اپنی سوانح عمری لکھیں۔ لیکن اب تک کوئی کامیاب نہیں ہو سکا تو کس شمار و قطار میں ہے۔ لیکن الحمد للہ مجھ کو دعاؤں پر اعتماد ہے اُس نے مجھ کو مایوس نہیں ہونے دیا۔ میں نے پھر بڑے جوش کے ساتھ راتوں کو اُٹھ کر دعائیں کرنا شروع کیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے جب ڈرتے ڈرتے عرض کیا تو آپ نے منظور فرمالیا۔ اور اب آخر ماہ فروری سے لیکر اب تک یہ دستور رہا کہ جس دن کوئی خاص سبب مانع نہو تو میں روزانہ پنسل اور کاغذ لیکر خدمت میں حاضر ہوتا ہوں آپ مجھ کو کبھی پانچ چھ کبھی سات آٹھ ورق لکھوا دیتے ہیں۔ میں اپنے مقام پر پہنچکر شام تک یا رات کے پچھلے حصہ تک اُسکو صاف کر لیتا ہوں۔ اسطرح حضور کی خود لکھوائی ہوئی سوانح عمری ایک مفصل و مبسوط کتاب بنگئی ہے۔ زمانہ پیدائش سے لیکر ایام طفولیت لاہور رامپور۔ لکھنؤ۔ بھوپال۔ بمبئی۔ عدن۔ جدہ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ بھیرہ کشمیر وغیرہ کے تمام حالات آجتک تحریر ہو چکے ہیں اور اب انشاء اللہ تعالیٰ چند ہی روز میں قادیان تک پہنچنے کی اُمید ہے۔ چونکہ میں روز کے روز صاف کر لیتا ہوں اور حضور نے ترتیب اور عبارت کی چستی و درستی کو خود خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے (جس کا مفصل بیان میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دیباچہ میں بیان کرونگا۔ اس لئے کتاب قریبا تیار ہے اور اب عزم یہ ہے کہ حضور کی ہی خود لکھوائی ہوئی سوانح عمری کو ایک مستقل کتاب کی حیثیت سے شائع کر دیا جائے۔ جسپر میں ایک دیباچہ اور خاتمہ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ باقی وہ مصالحہ جو میں نے اپنی نوٹ بکوں اور حضور کی کتابوں اور مطبوعہ لیکچروں سے جمع کیا ہے اس کے بعد دوسرے حصہ کی شکل میں شائع ہو۔ یا حضرت شیخصاحب کی حیات النور کے کام آئے (یہ یاد رہے کہ حیات النور ایک دوسری قسم کی چیز ہے۔ اور اُس کی ضرورت بدستور باقی رہیگی) میری خواہش ہے کہ حضور کی یہ سوانح عمری اعلیٰ سے اعلیٰ کاغذ اور اعلیٰ سے اعلیٰ لکھائی چھپائی کے ساتھ شائع ہو۔ اور قیمت بھی اس کی صرف اس قدر ہو جو لاگت کے قریب قریب ہو تاکہ کتاب کی اشاعت میں روک واقعہ نہو۔ میرا ارادہ ہے کہ یہ کتاب آگرہ یا کانپور میں چھپوائی جاوے۔ چنانچہ خط و کتابت شروع کرتا ہوں۔ میں خدا تعالیٰ کی ذات سے قوی اُمید رکھتا ہوں کہ اُس نے اس وقت تک جسطرح میری مدد فرمائی ہے آئندہ بھی مجھکو بے نصیب نہ رکھیگا۔ اور یہ کام چونکہ اُسی کی رضامندی کے لئے کیا ہے اس لئے مجھ کو یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں ضرور کامیاب ہو جاؤنگا۔ دُنیا چونکہ عالم اسباب ہے لہذا گذارش ہے کہ سردست میرے پاس روپیہ موجود نہیں اور کتاب کی اشاعت کے لئے اگر صرف پانسو چھپوائی جائیں تین سو سے چار سو روپیہ تک کا تخمینہ ہے۔ کتاب کی قیمت جو لاگت کے قریب قریب ہوگی ایک روپیہ سے ضرور زیادہ ہوگی۔ احباب سے صرف اس امداد کا خواہاں ہوں کہ وہ ایک ایک روپیہ پیشگی قیمت کتاب کا بھیجدیں۔ کتاب چھپنے پر پیشگی قیمت دینے والوں کو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور رعایت دیجاویگی۔ یعنی اگر سوا روپیہ تک کتاب کی قیمت ہوئی تو اسے ایک روپیہ میں بھیجدیجائیگی۔ اسطرح پیشگی قیمت مانگنے کی رسم کچھ معیوب ہی سمجھی جاتی ہے اور میں اپنے دل میں بہت شرمندہ ہوں لیکن دوستوں سے فرمائش کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے ضرور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھ کو اس کام میں ضرور سرخرو کرے۔ اور کسیکو مجھسے شکایت کا موقع نہو۔ آمین میرے بعض

نئی کتابوں کی تحریکیں

مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں دو کتابوں کے متعلق دو اشتہاروں کو شائع کر دوں۔ ایک تو خود مولف کتاب نے برنگ اشتہار بھیجا ہے۔ دوسرے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مدفیوضہم کی رائے ہے۔ پہلا اشتہار حضرت **خلیفۃ المسیح** مدظلہ العالی کی سوانحمری کا ہے اور دوسری رائے کتاب **عسل مصفی** کے متعلق ہے۔

عسل مصفی میرے مکرم بھائی مرزا خدابخش صاحب کی تصنیف ہے۔ اور یہ کتاب سلسلہ کے لئے جسقدر مفید ثابت ہوئی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ تمام بزرگان قوم اور عام افراد ملت نے اسکو پسند کیا اور مصنف کو مجبور کیا کہ وہ اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کریں۔ مصنف نے نہایت کوشش اور محنت سے اس کی ترمیم اور اصلاح یا نئی کتاب لکھی ہے۔ یہ کتاب بدون پیشگی قیمت وصول ہونے کے چھپنی مشکل ہے اس لئے **احباب** اس کے لئے **پیشگی** روپیہ مرزا خدابخش صاحب کے نام روانہ کریں۔ کہ یہ مفید اور ضروری کتاب جلد تر چھپ جاوے۔

دوسری کتاب حضرت **خلیفۃ المسیح** کی لائف ہے زیادہ صاف الفاظ جیسا کہ کتاب کے مولف میرے مکرم بھائی محمد اکبر شاہ خانصاحب اس کی ترتیب کے متعلق اعلان کرتے ہیں وہ ایک **الوبایگریفی** ہے کتاب کی نوعیت کے متعلق مولف نے اپنے اعلان میں کھول کر لکھ دیا ہے مجھے اسپر کچھ اضافہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ اس قدر مجھے کہنا چاہئے کہ میں نے حضرت **خلیفۃ المسیح** کی ایک **لائف** لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا اور **حیات نور** کے نام سے وہ الحکم میں چھپنی شروع ہوئی مگر بعض خاص اسباب کے ماتحت اسکو علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع کرنیکا عزم کیا گیا۔ وقتاً فوقتاً **حیات نور** کے اوراق الحکم میں شائع کئے گئے۔ جنکے شائع ہونے پر الحکم کے ناظرین نے نہایت پسندیدگی کا اظہار کیا۔ لیکن میں نے کبھی پسند نہیں کیا کہ ایسے خطوط کو الحکم میں درج کروں۔ جو ایڈیٹر کی شخصیت یا اس کی کسی تالیف کے متعلق تعریفی پہلو لئے ہوئے ہوں بہت ہی کم کبھی کوئی خط خاص حالات کے ماتحت شائع کیا گیا ہے۔ اگر کبھی ایسا ہوا ہے۔ بہرحال **حیات نور** کی تالیف و ترتیب کوئی ایسا کام نہ تھا اور نہ ہے کہ اسے بعجلت کیا جا سکتا۔ اسی اثنا میں جبکہ میں اس کے متعلق اعلان کر رہا تھا میرے مکرم بھائی خانصاحب محمد اکبر شاہ خانصاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی سوانحمری کا اعلان کیا۔ جو بدر کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اب کسی قدر ترمیم کے ساتھ الحکم میں دیا جاتا ہے کہ میں طاقتوں کے تصادم کو پسند نہیں کرتا۔ اس سے پہلے جب الہامات مرزا کے جواب کے لئے میں نے اعلان کیا تو اس کے بعد بعض دوستوں نے اعلان کیا کہ ہم الہامات مرزا کا جواب لکھتے ہیں تب میں نے مناسب سمجھا کہ وہ الہامات کا جواب لکھیں اور میں خاموش رہا۔ لیکن آخر کئی سالوں کے بعد پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ہی موقعہ دیا کہ میں اس کا جواب شائع کر سکوں۔ اسیطرح اب جبکہ میرے مکرم بھائی خانصاحب محمد اکبر شاہ خانصاحب حضرت خلیفۃ المسیح کی سوانحمری کے شائع کرنے کا اعلان کرتے ہیں غیر ضروری سمجھتا ہوں کہ **حیات نور** کے لئے آئندہ کوئی تحریک کروں اسوقت تک جب اللہ تعالیٰ پھر اس کی ضرورت پیدا کرے اور مجھے توفیق دے۔ میں اپنی تحریک کی یہ بھی **کامیابی** اور اس کا پھل سمجھتا ہوں کہ یہ محسوس کر لیا گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی **لائف لکھنی** ضروری ہے۔ میری گذشتہ تحریک پر ۰ ۴ دوستوں نے پانچ پانچ روپیہ مجھے اس کام کے لئے دینے کا وعدہ کیا ہے اور باقی ۶۰ کی تعداد کا پورا ہونا میں خدا کے فضل سے یقینی سمجھتا تھا۔ لیکن اب جبکہ اس کام کو ایک عرصہ تک یا بالکل (جیسا مشیت ایزدی میں ہوگا) چھوڑتا ہوں۔ میں ان چالیس دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسیطرح پر انھیں نیک کام کرنے کی توفیق دے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ اور میرے دوسرے دوست مجھے مجبور کرینگے کہ میں اس **حیات نور** کو جس کے اوراق وہ الحکم میں دیکھ چکے ہیں شائع کر دوں مگر میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ خانصاحب نے جو نہایت محنت اور اخلاص سے کام کیا ہے وہ احمدی پبلک میں آ جاوے اور جب وہ میری ایک محسوس کردہ ضرورت کو پورا کرکے میرا ہاتھ بٹاتے ہیں تو مجھے خوش ہونا چاہئے اس لئے میں ان کے اعلان کو نہایت خوشی سے شائع کرتا ہوں۔ خانصاحب میرے خاص دوستوں میں سے ایک ہیں جنکو میرے ساتھ مخلصانہ محبت اور وفادارانہ اخوت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے انھیں ایک عشق ہے۔ (اگر عشق کہنا جائز ہو) پس ایک **عاشق** اپنے معشوق کو جس رنگ میں دیکھتا ہے وہ عیاں ہے۔

اس لحاظ سے بھی میں چاہتا ہوں کہ وہ کتاب کی اشاعت کے لئے خانصاحب کی مدد کریں۔ ایڈیٹر الحکم کے اپنے پروگرام تالیفات میں **مشاہیر سلسلہ** کی لائفوں کا سلسلہ داخل ہے اور الحکم کے ناظرین اس سے خوب واقف ہیں اور میں خدا تعالیٰ کے اس عطا و فضل پر شکرگذار ہوں۔ کہ اس نے قلوب میں یہ بات ڈالدی ہے کہ الحکم کا **ایڈیٹر** ایسی تالیفات کا **اہل** ہے۔ اس لئے میں **حیات نور** کے کام کو بالفعل بند کرکے اس کے حصص کو وقتاً فوقتاً الحکم میں انشاء اللہ شائع کرتا رہونگا۔ اور اپنی تالیفات کے سلسلہ میں سفر نامہ کے بعد انشاء اللہ العزیز سیدنا **نور الدین کی خلافت کے چار برس** پر ایک مختصر رسالہ شائع کرونگا۔ جس میں انشاء اللہ بعض نہایت

کا کیا مقام ہو سکتا ہے کہ ہمارے شدید بلکہ اشد مخالف بھی سیدنا المہدی کی بیان کی ہوئی صداقتوں پر آہستہ آہستہ ایمان لا رہے ہیں۔ اور اسی راہ پر چلنے میں اپنی نجات سمجھتے ہیں۔ جو چودھویں صدی کے بینظیر مصلح نذیر نے سمجھائی۔ بشرطیکہ یہ سب کچھ اخلاص سے بغیر کسی خوف ظاہری و مشکل پیش آمدہ کے ہو۔

گوجرانوالہ کا تاجر چرم سنبھل جائے

از الحکم

الحکم میں اس سے پہلے اشارۃً ات بیان ہو چکی ہے کہ بلا اظہار نام اکثر لوگ حضرت مسیح موعود و خلیفۃ المسیح کی تحریروں کی نقل دوسرے اخباروں میں شائع کرتے ہیں اور نام تک نہیں لیتے افسوس کہ ہمارے دوست منشی نورالدین صاحب گوجرانوالہ نے اسطرف توجہ نہیں فرمائی۔ باوجود اور بہت سے مضامین کے رسالہ صوفی میں جو شذرات چھپے ہیں ان کابت ساحصہ بدر کے درس قرآن مجید کے نوٹوں سے ماخوذ ہے۔ ماخوذ کے یہ معنی ہیں کہ نقل مطابق اصل ہے۔ اور مجھے سب سے پہلے اس بات کا علم اس لئے ہوتا ہے کہ یہ نوٹ اس خاکسار کے لکھے ہوئے ہیں میرے خیال میں یہ کارروائی کچھ قابل تعریف نہیں اگر یہ روش منشی صاحب ترک کردیں تو ان کے اصلی وقار میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ اور نہ اس طرح ان کی کچھ عزت معاملہ شناس و اقف کار حقیقت آگاہ لوگوں میں بڑھ سکتی ہے

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

کسی نیک اور بیدار مغز حاکم کا مقرر ہونا ہمیشہ رعایا کی خوش قسمتی اور بیدار بختی کی دلیل سمجھا جاتا ہے اس لحاظ سے گورداسپور کی رعایا بھی خوش قسمت ہے کہ میجر اے سی ایلیٹ صاحب بہادر اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر ہیں آپ رعایا کی ہمدردی اور خیرخواہی کا خصوصیت سے خیال رکھتے ہیں۔ اور لوگوں کو ہر طرح موقعہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے معروضات پیش کریں مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ وہ ملاقات کے دن اسبات کو زیادہ پسند فرماتے ہیں کہ لوگ اپنی ضروری باتوں کو پیش کریں۔ بمقابلہ اس کے کہ محض خوشامدی لوگ جمع ہو کر کہیں کہ ہم صرف سلام کو آتے ہیں صاحب موصوف نے قادیان کے باشندوں کی ضروریات اور شکایات متعلقہ نوٹی فائڈ ایریا کمیٹی قادیان پر جو توجہ فرمائی ہے اس کا ذکر ایک سے زیادہ مرتبہ الحکم میں ہو چکا ہے اور باشندگان جدید انتظام پر جو ہوس ٹیکس کی موقوفی کے بعد کیا گیا ہے اطمینان ظاہر کرتے ہیں لیکن ابھی ایک اہم سوال ہے جو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی توجہ چاہتا ہے اور آپ کی ادنی توجہ سے اس کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ یہاں قادیان میں ہماری جماعت کے بعض افراد نے قادیان کے ایک حصہ دار مالک سے اس کی مملوکہ زمین خریدی اور اسپر تعمیر مکان کی درخواست کمیٹی میں حسب ضابطہ پیش کی جسپر کئی مہینے گذرتے ہیں۔ اسپر بعض لوگوں نے ایک درخواست صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی حضور میں پیش کی کہ یہاں مکانات نہ بنائے جاویں وغیرہ وغیرہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جب گذشتہ جنوری میں بہ تقریب دورہ یہاں تشریف لائے تو ان لوگوں نے جو ایسی تحریکوں کے پیش رو تھے موقعہ پر صاحب ممدوح کے حضور عرض کیا مگر آپ نے جو قیمتی اور سنہری جواب ان لوگوں کو دیا ہم اس سے اس سے خوش نہیں کہ ہمارے مفید میں تھا بلکہ اس لئے کہ حق اور انصاف یہی تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر شکایت ہے تو عدالت کھلی ہے نالش کرو ہم اسطرح پر کچھ نہیں کر سکتے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اس جواب میں انگریزی قانون کی عزت اور عدل و انصاف کی پوری شان پائی جاتی ہے۔ قادیان کی کمیٹی میں جب وہ درخواستیں پیش ہوئیں تو چاہئے تو یہ تھا کہ کمیٹی چونکہ تصفیہ حقوق کے اختیارات نہیں رکھتی اس لئے مکانات کی تعمیر کی اجازت محض اس بنا پر نہیں رکنی چاہئے کہ کوئی دوسرا شخص اس زمین کے متعلق اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے یا اسکو اپنی ملکیت قرار دیتا ہے ان مقاصد کے لئے عدالتہائے دیوانی اور مال کھلی ہیں کسی جگہ بھی میونسپلٹیوں کو یہ حقوق نہیں دیئے گئے قریباً چھ مہینے سے یہ معاملات معلق چلے آتے ہیں جن سے تعمیر کنندگان مکانات کو علاوہ تکلیف کے مالی نقصان بھی پہنچتا ہے۔ کیونکہ جو سامان تعمیر جمع کیا گیا تھا وہ خراب ہو رہا ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ یہ معاملہ اگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور پیش ہوتا تو اب تک کبھی کا فیصلہ ہو جاتا۔ اسمیں شک نہیں کہ تحصیلدار صاحب بٹالہ نے جو اس کمیٹی کے میر مجلس ہیں اصل مالکان اراضی کو دو تین مرتبہ بلایا اور وہ کسی ایک یا دوسری وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے تاہم خود ایڈیٹر الحکم نے بحیثیت ایک از خریداران تحصیلدار صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب کو اس معاملہ پر کمیٹی کے اغراض کے ماتحت توجہ کرنی چاہئے

تصفیہ حقوق کا سوال دیوانی عدالتوں کے متعلق ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ تحصیلدار صاحب جو ایک پرانے تجربہ کار ہیں اسکو خوب سمجھتے ہیں کہ تصفیہ حقوق کا کام کمیٹی کے فرائض میں داخل نہیں مگر ان عرائض کے متعلق تحقیقات کرنا بھی وہ ضروری سمجھتے ہیں اسوجہ سے وہ ان درخواستہائے تعمیر مکانات کو التوا میں رکھنے کے لئے گونہ مجبور ہیں۔

اس لئے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ہی کی حضور ادب سے عرض کیا جاتا ہے کہ چونکہ حضور کو اپنی رعایا کے ساتھ ایک محبت اور ہمدردی ہے۔ ان درخواستہائے تعمیر کے متعلق حضور توجہ فرماویں اور ہماری تکالیف اور نقصان پر نظر فرماویں جو اس بے وجہ تعویق کے باعث ہو رہا ہے۔ چونکہ حضور کو خدا تعالیٰ نے خاص ملکہ عطا فرمایا ہے اس لئے یہ امید برمحل ہے کہ چند منٹوں میں یہ معاملہ حضور کے سامنے آکر صاف ہو سکتا ہے۔

الحکم کی اگلی اشاعت میں مدرسہ احمدیہ کے طالبعلموں کے نام خطوط ایک سلسلہ انشاء اللہ العزیز شائع ہوگا

اصحاب اسباب کے خواہاں ہیں کہ میں مسودہ اُن کو دیدوں اور وہ کتاب کو خود شائع کر دیں۔ لیکن یہ مجھکو گوارا نہیں ہوا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کام کو میں خود ہی کروں اے میرے اللہ میری مدد کر۔ آمین۔

جو لوگ میری اس گذارش پر توجہ فرما کر پیشگی قیمت بھیجنے سے مدد فرمائینگے وہ ضرور انشاء اللہ تعالیٰ عند اللہ ماجور ہونگے۔ اگرچہ میں بھی سپاس گذار ہونگا

والسلام عاجز

اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ مقیم دار العلوم قادیان ضلع گورداسپور

عسل مصفی پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا ریویو

بعض کام ایسے ہوتے ہیں اور ایسے وقت میں شروع کئے جاتے ہیں کہ ان سے انسان بہت سی برکتیں حاصل کرتے ہیں کتاب عسل مصفی بھی میں سمجھتا ہوں کہ اسی نیک ارادہ سے اور مبارک وقت میں لکھی گئی ہے کہ سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے مرزا خدا بخش صاحب نے ایسی محنت اور کوشش سے اس کتاب میں سلسلہ احمدیہ کے ضروری مباحث کو خود اُن کتابوں سے درج کیا ہے کہ جنکے ماننے میں خود غیر احمدیوں کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسکو دیکھ کر ان سے کچھ جواب بن نہیں پڑتا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے جو اس کتاب کو دیکھ کر اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں اور نتیجہ سے ہی ایک کام کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح نے فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور یہ کتاب اپنے پھلوں کے لحاظ سے بہت شیریں اور مفید ثابت ہوئی ہے میرے خیال میں ہر ایک احمدی کو اسے اپنے پاس رکھنا چاہئے کیونکہ مخالفین کے اعتراضات کے وقت ایک بینظیر یار و مددگار ثابت ہوئی ہے۔ انشاء اللہ واللہ اعلم بالصواب

مرزا محمود احمد

اخبارات سلسلہ کے متعلق تجویز کا حشر

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اخبارات سلسلہ کے متعلق ایک لغو اور بیہودہ تجویز کا ذکر کیا گیا تھا ناظرین یہ سن کر یقیناً خوش ہونگے کہ یہ تجویز اپنی لغویت اور ناقابل عمل ہونے کی حیثیت سے آئندہ اس قابل بھی نہیں رہی کہ آنے والی احمدیہ کانفرنس میں پیش ہو۔ چنانچہ صدر انجمن احمدیہ کے ایک قریبی اجلاس میں اس کے متعلق فیصلہ ہو گیا ہے مجھے پہلے سے ہی یہ خیال تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کے ارکین ایسی لغو اور بیہودہ تجویز پر توجہ نہیں کر سکتے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کسطرف سے پیش ہو۔ جو لوگ اخبارات خریدتے ہیں وہ اپنی **خوشی** اور **قومی محبت** کے جوش سے خریدتے ہیں اس کے لئے انہیں کوئی مجبور نہیں کرتا اور بجز رسالہ میگزین کے جس کیلئے ہمیشہ زور دیا جاتا ہے اور بعض ایسے لوگ بھی خریدتے ہیں جو پڑھے لکھے نہیں ہوتے اور محض قومی رسالہ سمجھ کر اسکو لینا ضروری سمجھتے ہیں اس کے علاوہ اخبارات کا خریدنا محض افراد سلسلہ کی قدر دانی پر موقوف ہے۔ اس بارہ میں الحکم خدا کے فضل سے سب سے زیادہ خوش قسمت ہے کہ وہ باوجود اپنے نقائص اور کمزوریوں کے اپنے خریداروں کو قائم رکھ سکا ہے۔

تعجب ہے کہ جو لوگ اخبار خریدتے ہیں انہیں تو بوجھ معلوم نہ ہو اور دوسرے لوگ جو نہیں لیتے وہ دوسروں کے بوجھ کا احساس کریں۔ بہرحال تجویز مذکور اپنی عملی صورت میں آ کر فیل ہو گئی ہے۔ اب آئندہ اسپر کچھ بھی بحث کرنے کی حاجت نہیں۔ اس لئے جن بزرگوں نے الحکم کی تائید کے لئے مضامین بھیجے تھے وہ مجھے معاف رکھیں کہ میں انکو درج اخبار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اب ان کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

الہامات مرزا کا جواب

اہلحدیث امرتسر نے مجھ سے **الہامات مرزا** کے جواب کے متعلق استفسار کیا ہے۔ میں اس کے جواب میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ گو الہامات مرزا کا جواب متفرق طور پر تو متعدد مرتبہ چھپ چکا ہے۔ اور مجموعی رنگ میں بھی میرے مکرم بھائی قاضی اکمل صاحب نے ایک مضمون کے ذریعہ اس کا جواب دیدیا تھا تاہم امرتسری منکر جو ایڈیٹر الحکم کے پیچھے ہوئے جواب کا خواہشمند ہے اسکو معلوم رہے کہ الہامات مرزا کا جواب خدا کے فضل و کرم سے میں لکھ چکا ہوں اور کاتب بھی اسے ختم کر چکا۔ اس کی آخری کاپیاں پریس میں جا چکی ہیں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ اسی مہینے میں شائع ہو جائیگا۔ یہ رسالہ ۲۰ جزو سے زائد صفحوں پر ختم ہوا ہے اور پہلی مرتبہ اس کی ایکہزار کاپیاں چھپائی گئی ہیں۔ قیمت ۱۲ مجلد ہوگی جو صاحب چاہیں دفتر **الحق دہلی** میں درخواست کریں۔

مسیح موعود کی فتح

از قاضی اکمل

کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی جس میں ہمارے سید و مولیٰ نے گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات حکومت کا تذکرہ کھلے الفاظ میں نہ کیا ہو اور اس سلطنت کو موجودہ اسلامی سلطنتوں کے بمقابل میں آیہ رحمت نہ قرار دیا ہو۔ افسوس کہ یہ ملاں لوگ اُسوقت خدا کے مرسل کو خوشامدی قرار دیتے اور اس کے اس فعل کو پسند نہ کرتے تھے۔ مگر شکر ہے کہ اب آہستہ آہستہ اسی صداقت کی طرف آ رہے ہیں۔

بھیں کے مولوی کرم الدین نے جو خدا کے مامور سے مقابلہ کر کے منہ کی کھا چکا ہے اور جس کے لئے الحکم کا وجود ایک قہری نشان ہے ۲۳ مئی کے روزنامچہ میں سے متعلق خفیہ پولیس کی چھان بین کی بابت زبان سے شکایت کرتا۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کی برکات حکومت کا معترف ہے اس سے زیادہ ہمارے لئے اور خوشی کا کیا مقام ہو سکتا ہے

بھارت

اُردو کا ہفتہ وار اخبار جو کہ ہر شکر کے دن جالندھر شہر سے شائع ہوتا ہے

اس کی خصوصیتوں میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔ (۱) آریہ سماج کے سدھانتوں پر نہایت متانت کے ساتھ بحث کرتا ہے۔ اور باہمی جھگڑوں کیطرف سے آریہ پرشوں کی توجہ کو ہٹا کر انکے اندر دھارمک وچار اور سوادھیائے کیلئے رچی پیدا کرتا ہے اسکی نفریبًا ہر ایک اشاعت میں کسی نہ کسی ویدک سدھانت پر بحث ضرور کیجاتی ہے۔ (۲) یہ ویدک دھرم کو اسکی اپنی روشنی میں پرگٹ کرتا ہے۔ اور غیر مذہب کے پیرووں کی کئے ہوئے اعتراضوں کا جواب دینے میں سنجیدگی اور سبھیتا کو ہاتھ سے نہیں دیتا۔ (۳) یہ شخصی اخبار نہیں اس لئے ذاتی جھگڑے اس کے اندر جگہ نہیں پا سکتے۔ (۴) یہ آریہ پرتی ندھی آرگنزیشن کیلئے عزت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور انھیں اپنی آرگنزیشن کو مضبوط بنانے کی اپیل کرتا ہے۔ (۵) یہ آریہ سماج کا حقیقی آرگن ہے کیونکہ یہ اپنی ہستیں اس یا اُس ذات کے پیچھے نہ لگا کر ساری سماج کی بہبودی کیلئے کوشاں رہنے کو ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے۔ (۶) استری سکشا اور پتت اُدھار اسکے خاص کاریہ کشیتر ہیں (۷) یہ بھارت ورش کے پریس کے ٹون کو اونچا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

انہی خصوصیتوں کے باعث اسے پبلک اور خصوصًا آریہ پبلک نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ آریہ سماجوں نے کمال سرگرمی اور جوش کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ قیمت باوجود ان سب خصوصیتوں کے نہایت ہی کم یعنی صرف دو روپیہ سالانہ

ملنے کا پتہ منیجر بھارت جالندھر شہر

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کردی بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی۔ تاریخی فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے نمونہ کا پرچہ ہر کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی و مروڑ کچھ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیے ۱۲ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ر ایک سے ۲ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵ر

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لگانے میں برجا لگتے ہیں یہ دوا الحظہ میں اسکو پانی کر دیتا ہے اور ریاح جس سے ٹیس جھپک پڑ کر رگوں میں کن کنی سی جو کہیں چھوٹ ہوا اس دوا سے فورًا آرام ہو جاتا ہے اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت تین ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۶ر محصولڈاک ایک سے ۲ ڈبیہ تک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر سست اور بھوک تھک گئی ہو تو اسکو فورًا

اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس

دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے، استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

کیا آپ بیمار ہیں

جب آپ کی طبیعت درست نہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ آپ کو کونسی شکایت ہے تو آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ... ہے۔ اگر یہ بات نہو تو رات کو سوتے وقت ڈونس ڈنر پلس (ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں) دو یا تین کھا لیجئے۔ اور دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلہ زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا مادہ فاسد پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتے ہیں۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت ہیجان صفرا صفرادی بخار۔ یا تپ۔ بدہضمی معدہ کی کمزوری کی نقاہت امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ درد سر یعنی کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ (ڈونس ڈنر پلس) ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزا کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت فی شیشی ۱۲ ۸ ... ۱۲ والی شیشی میں ۶۰ گولیاں ہیں جو ۸ والی شیشی سے پچگنی ہیں۔

۱۲ والی شیشی ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ سے طلب کرو

سچائی کا جھنڈا!

اشتہار دینی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں رکھا ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اسمیں بھی دھوکہ ہو تو ... کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور ضعف کی شکایت ہے ہمیں نے ان مرض کیلئے یہ معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ دور ہو جائینگے اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلاسے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ اسکو مفید پائینگے۔ قیمت فی شیشی عاً

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس کارخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خاں صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انھوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا - جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

نمبر ۲۲ و ۲۳ ۔ ۲۱ - جون ۱۹۱۲ء ۔ جلد ۱۲

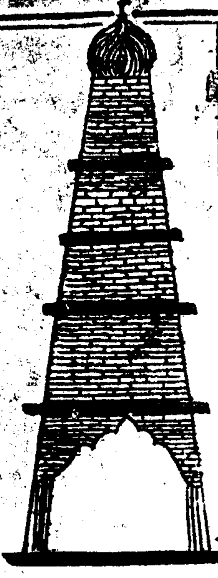

الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

سالانہ قیمت جو پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۵ روپیہ
خواص سے ۱۰ روپیہ
ہندوستان سے باہر ۶ روپیہ
غریب احباب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲ آنے

پیہ گہم بانو گرامی چہار قادیاں بینی ۔ دوابینی - شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے - مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے - اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں -

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں - ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا

اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نور - ہدایت اور شفا ہے -

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ آٹھ پارے طیار ہیں آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے معہ محصولڈاک لئے جاوینگے -

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر شائع ہوا